Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 315-333

نو آبادیاتی نظام پر ایک طائرانہ نظر

A bird's eye view of the colonial system

Hafiz Tasadduq Mahmood
PHD Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS

Old and New Colonialism, subjugates another, population and exploiting, world's nations, new trade

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

Old and New Colonialism is defined "control by one power over a dependent area or people." It occurs when one nation subjugates another, conquering its population and exploiting it, often while forcing its own language and cultural values upon its people. By 1914, a large majority of the world's nations had been colonized by Europeans at some point. The concept of Colonialism is closely linked to that of imperialism, which is the policy or ethos of using power and influence to control another nation or people that underlies colonialism. In antiquity, Colonialism was practiced by empires such as Ancient Greece, Ancient Room, Ancient Egypt and Phoenicia. These civilizations all extended their borders into surroundings and non – contiguous areas from about 1550 B.C. onward, and established colonies that drew on the physical and population resources of the people they conquered in order to increase their own power. Modern Colonialism began during what's also known as the Age of the Discovery. Beginning in the 15th century, Portugal began looking for new trade routes and searching for civilization outside of Europe. In 1415 Portuguese explorers conquered Ceuta, a Coastal town in North Africa, kicking of an empire that would last until 1999. An international period of decolonization began around 1914, challenging European empire colonial empires up to 1975.

انسانی تمدن کی تاریخ:History of human civilization

انسانی تمدن کے ارتقاء کی داستان خیر و شر، ظالم و مظلوم اور شکار و شکاری کی باہمی کشاکش سے عبارت ہے۔ جنگ وجدل، ہوس اور ملک گیری تاریخ انسانی کے ہر دور کی کہانی ہے۔ قدیم زمانے کے طاقتور حکمران کمزور اقوام پر لشکر کشی کرتے اور مفتوحہ علاقوں کے عوام کے جان ومال، عزت وآبرو، اور وسائل پر قبضہ جماتے تھے تو اس فعل کے لیے انہیں کوئی جواز پیش کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کیوں کہ یہی زمانے کا چلن تھا، یہ بادشاہت اور ملوکیت کا دور تھا۔ فاتح اپنے کسی بھی غیر انسانی عمل کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھا۔ سکندر اعظم (Alexander the Great) نے دنیا فتح کی تو بڑے اعتماد کے ساتھ خود کو دیوتا کا درجہ دے دیا۔ چنگیز خان (Genghis Khan) اور ہلاکو خان نے لوگوں کے خون کی ندیاں بہادیں تو مقتولین کی کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کیے تاکہ تاریخ میں ان کی بربریت کی سند رہے۔ پھر تاریخ کی کروٹ کے ساتھ یورپ کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی تو اسے علم، شعور اور تہذیب کا دور کہا گیا۔ اس دور میں فاتحین کی فطرت تو نہ بدلی مگر ملک گیری کے انداز ضرور بدل گئے۔ اس دور میں فاتحین کا طریقہ یہ رہا کہ اپنے ظلم، بربریت، لوٹ کھسوٹ اور ناجائز تسلط کی توجیہ ضرور پیش کر دی گئی۔ اپنے ہر ظالمانہ عمل اور فعل کی ضرورت سے دنیا کو آگاہ ضرور کر دیا گیا۔ کمزور، نہتے اور پر امن انسانوں پر قبضے اور ملک گیری کا جو انداز نشاۃ ثانیہ (renaissance) کی طاقتوں نے اختیار کیا اسے آج کے عمرانی وسیاسی ماہرین اور مؤرخین استعمار کا عنوان دیتے ہیں۔ استعمار کے لیے انگریزی لفظ Colonialism استعمال ہوتا ہے، جس کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے۔

"The practice by which powerful country controls other country or other countries."

انسائیکلوپیڈیا آف سوشیالوجی میں استعمار کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

"It (Colonialism) also signified political control by one race over another race where the later is deemed inferior to the former."

Aina Loomba استعمار کی تعریف یوں کرتی ہیں۔

"The takeover of territory, appropriation of material resources, exploitation of labourand interference with political and cultural structures of another territory or nation."

"کسی دوسری قوم کے خطوں کو ہتھیا لینا، ان کے وسائل پر تصرف کرنا، ان کی محنت کا استحصال کرنا اور ان کے سیاسی اور ثقافتی ڈھانچے میں دخل اندازی کرنا۔"

Aina Loomba اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

"So Colonialism can be defined as the conquest and control of other people's land and goods.

اس کے لیے انگریزی میں Colonialism اور اردو میں نو آبادیات کی اصطلاح رائج ہے۔ڈکشنری آف دی انگلش لینگویج(Dictionary of the English Language) کے انسائیکلو پیڈیا ایڈیشن میں نو آبادیات کے متعلق یہ تعریف درج ہے۔

"The Policy of a nation seeking to acquire, extend or retain overseas dependencies.

اسی طرح آکسفورڈ انگلش ڈکشنری Oxford English Dictionary کے مطابق نو آبادیات سے مراد یہ ہے۔ کہ

"A settlement in a new Country … a body of a people who settle in a new locality, forming amity Subject to or connected with their parent state, the community so formed, consisting of the original settlers and their descendants and successors as the connection with parent state are kept up."

نو آبادیات کی وضاحت انگریزی کی لغت Longman میں اس طرح کی گئی ہے۔

"Control by one power over a dependent area of people. A Policy advocating based on such control."

اس تعریف کے مطابق کسی بھی خطے کی محکوم قوم یا کسی بھی ملک پر اقتدار حاصل کرنے کو نو آبادیات کہا گیا ہے جو عام حکومتی عمل سے کسی بھی طرح مختلف نہ ہو۔اسی طرز عمل کے بارے میں Gina Wisker اپنی رائے کا اظہار یوں کرتی ہیں۔

"Colonialism means the settlement of people and so the colonization of lands by powers from other, usually economically richer, more powerful lands."

دی انسائیکلوپیڈیا امریکہ The Encyclopedia America میں نو آبادیات سے مراد ہے۔ کہ

"بہت سی یورپی طاقتوں نے اپنی آبائی ریاستوں سے معاشی اور عسکری فوائد کے لیے یورپ سے باہر جو سکونت اختیار کی اسے نو آبادیات کہا جائے گا۔"

ڈاکٹر ناصر عباس نیر کے مطابق کولونیل ازم (Colonialism) کے مقاصد کچھ اس طرح سے ہوتے ہیں۔

> "کولونیل ازم (Colonialism) میں طاقتور طبقہ کمزوروں پر حاوی ہوتا ہے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کا استحصال کر کے خود کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جاتا ہے ۔ کولونیل ازم (Colonialism) جو ہمیشہ امپیریلزم (Imperialism) کا نتیجہ ہے وہ دور دراز خطے پر آباد کاری کو مسلط کرنے کا نام ہے۔"

قدیم زمانہ میں یونانیوں اور رومیوں کا خیال تھا کہ وہ دوسری اقوام مثلاً ایرانیوں، مصریوں اور جرمنوں سے شکل و صورت اور ذہنی لحاظ سے فطری طور پر اعلیٰ ہیں۔ان نظریات کو تقویت ارسطو (Aristotle) - (384bc 322bc) کے اس نظریہ سے ملی جس میں اس نے کہا۔ کہ "کچھ لوگ فطرت کی جانب سے غلام پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ یونانیوں کی خدمت کر سکیں۔" اسی طرح قدیم زمانے میں جس دوسری قوم نے دوسروں کو کم تر اور خود کو اعلیٰ تصور کیا وہ یہودی (Jews) تھے۔وہ دوسری اقوام کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں انسانی درجہ

بھی نہیں دیتے تھے۔ جیسے جیسے کالونی کا درجہ بڑھتا گیا ایسے ایسے نو آبادکار جارحانہ رویہ اختیار کرتے گئے اور مقامی لوگوں کے خلاف انتقامی کاروائیاں تیز ہو گئیں۔ نو آبادکاروں کو مسلح کر کے مقامی لوگوں کے ساتھ لڑایا گیا چونکہ مقامی لوگوں کو بادشاہ کی رعایا قرار دے دیا گیا تھا اس لیے ان کی ہر مزاحمت کو بغاوت کا نام دیا گیا اور ایسی تمام بغاوتوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ چونکہ ان مقامی لوگوں کا نہ حق ملکیت تسلیم کیا گیا اور نہ انہیں قوم مانا گیا اس لیے ان کے خلاف رسمی طور پر بھی نہ کوئی اعلان جنگ ہوا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کے معاہدے کیے گئے۔

ماہر علم بشریات (Anthropology) اور مؤرخین نے مقامی باشندوں اور ان کے معاشرہ پر لاتعداد کتابیں لکھیں جن میں انہیں "جدید زمانے میں پرانے لوگ" کہا گیا اور ان کے خلاف نسل پرستی کے جذبات کو ہوا دی گئی ۔اکثر دائیں بازو کی جماعتوں کا خیال ہے کہ انہیں کسی جزیرے پر جمع کر کے بم سے اڑا دیا جائے اور حقیقتاً ایسا کیا بھی گیا ہے جب 1952ء سے 1965ء تک برطانیہ نے اپنے جوہری ہتھیاروں کو جنوبی آسٹریلیا (Commonwealth of Australia) میں ٹیسٹ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً پانچ سو مقامی باشندے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی ایک نظریہ " نظریہ ارتقاء" اٹھارہویں صدی میں ڈارون چارلس رابرٹ (Darwin , Charles Robert) (1809-1882) نے پیش کیا۔ 1843ء میں " اصل الانواع " کا مسودہ شائع ہوا جس میں چارلس ڈارون نے لکھا ہے۔

"نوع حیوانات کی مختلف نسلوں کی فنا و بقاء کا انحصار ان حالات پر بھی ہوتا ہے جن میں انہوں نے جنم لیا ہوتا ہے اور پرورش پائی ہوتی ہے موسم، آب و ہوا، ماحول اور قوت ان کی نشوونما و ارتقاء پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے بعد اس عمل نشوونما پر کچھ اس طرح فرق پیدا ہوتا ہے کہ ان حیوانات کی جسمانی ساخت اور شکل و صورت پہلے جیسی نہیں رہتی بلکہ اس میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان تبدیلیوں اور تغیرات کی ذمہ داری طاقت اور حالات پر عائد ہوتی ہے۔ انسان نے اپنی موجودہ شکل و صورت اور جسمانی ساخت تجرباتی مراحل سے گزرنے کے بعد حاصل کی ہے۔ میرا خیال ہے انسان نے اپنی موجودہ شکل و صورت اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے اپنی موجودہ حالت سے قطعی مختلف ہوا کرتا تھا۔"

ڈارون کے نظریات سے دو سو سال قبل سولہویں صدی میں یورپین ممالک نے دوسرے ممالک تک رسائی حاصل کرنے کے لیے تگ و دو شروع کر دی تھی۔ امریکہ کی دریافت کے تھوڑے سے عرصے بعد سپین نے جنوبی امریکہ پر فتح کے دروازے کھولے۔ سپین کے بعد ہالینڈ اور برطانیہ نے بھی دنیا کے دوسرے خطوں کو فتح کر کے وہاں اپنی کالونیاں بنانے کا منصوبہ بنایا۔ انیسویں صدی میں برطانیہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے طور پر سامنے آیا۔ جنوبی ایشیا سے لاطینی امریکہ (Latin America) تک برطانیہ نے تمام قدرتی وسائل کو اپنی تحویل میں لے لیا ۔یورپین لوگ دوسری اقوام کو اپنے سے کم تر اور ان سے جانوروں جیسا سلوک کرتے تھے اور اس کی بنیاد ڈارون

کے نظریے نے رکھی۔اس نے یورپین لوگوں کو سب سے اعلی قرار دیا تو طاقتور قومیں ادنی قوموں پر چڑھ دوڑیں۔اس کی بہترین مثال ملکہ وکٹوریہ(Victoria) ہے جو ڈارون کے نظریات کی قائل تھیں لیکن کلیسا (Church of England) کی مخالفت مول لے کر اسے سر کا خطاب دینے سے ساری عمر ہچکچاتی رہیں۔

نو آبادکاروں نے ڈارون کے نظریہ "طاقتور کی بقا" کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور ثابت کیا کہ صرف سفید فام ہی دنیا کے فطری حکمران ہیں۔یورپی ارتقاء کے عمل میں دوسری قوموں سے آگے ہیں اور جب چھوٹی اقوام تباہ ہو جائیں گی تو صرف سفید اقوام اس جدوجہد میں باقی بچیں گی۔اس لیے سفید اقوام نے تہذیب کے نام پر ریڈ انڈین(Red Indians) ,اور آسٹریلیا کے مقامی باشندوں کا قتل عام کیا۔

ایڈورڈ سعید(Edward Said)اس نظام نو آبادیات کے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

> "نو آبادیاتی حکمران مقامی باشندوں کے ماضی بعید سے دلچسپی یہ ثابت کرنے کے لیے ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا کلچر مردہ ہو چکا ہے، وہ معاصر دنیا میں کلچر سے محروم ہیں۔ مقامی باشندوں میں یہ نفسیاتی ایقان پیدا کرنے کے بعد انہیں مہذب بنانے کا منصوبہ شروع کیا جاتا ہے۔"

نو آبادیات اور امپیریل ازم میں خط امتیاز

The distinction between colonialism and imperialism

نو آبادیات امپیریلزم کا نتیجہ ضرور ہے لیکن اس کا مترادف ہر گز نہیں۔یہ بھی ضروری نہیں جہاں امپیریلزم ہو وہاں کولونیل ازم بھی لازمی ہو۔نو آبادیات امپیریلزم کا ایک امکان ہے حقیقت نہیں۔امپیریلزم اور نو آبادیات میں دوسرا فرق تاریخی ہے۔امپیریلزم عہد وسطی(Middle ages) کی پیداوار ہے اور نو آبادیات جدید زمانے کی۔عہد وسطی معاشی اعتبار سے جاگیرداری سے عبارت تھا اور جدید عہد کا معاشی نظام سرمایہ داریت سے۔لہذا دونوں کی اقدار، اخلاقیات، رسمیات اصول مختلف تھے۔دونوں میں یہ بات تو مشترک ہے کہ دولت کا ارتکاز اعلی طبقات میں ہوتا ہے اور اعلی طبقات یہ دولت اپنی محنت سے پیدا نہیں کرتے محنت کشوں کی کمائی پر ٹیکس لگا کر یا براہ راست لوٹ کر جمع کرتے ہیں۔ایک فرق یہ بھی ہے کہ شہنشاہ دولت کی شاہانہ انداز میں تقسیم میں حرج نہیں دیکھتا مگر نو آبادکار اس طرح کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔نو آبادکار چونکہ سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی کا حامل ہوتا ہے اس لیے وہ دولت میں مسلسل اضافہ کرتا جاتا ہے اور پائی پائی کا حساب رکھتا ہے۔اس فرق کی وجہ سے عہد وسطی کا امپیریلزم انسانی سعی کا ایک خاص تصور وضع کرتا ہے اس تصور میں منصب، وقار، مرتبے، شہرت کی جستجو کو مرکزیت ہوتی ہے ان کے مقابلے میں دولت کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔نو آبادیات میں یہ درجہ بندی الٹ ہوتی ہے۔

تشکیل نو آبادیات کے مقاصد:Objects of Colonial system

(Colonialism)یا نو آبادیات میں طاقت ور قومیں اپنے خاص تجارتی مقاصد کے حصول کے لیے کسی دوسرے علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیتی ہیں۔ وہ نہ صرف مقامی باشندوں کو اپنا محکوم بناتی ہیں بلکہ ان کی معیشت، ثقافت، زبان و ادب اور معاشرے کی ہر چیز کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہیں۔ ہر چیز کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد مقامی لوگوں کا استحصال شروع ہو جاتا ہے۔ نو آباد کار محکوم آبادی سے سیاسی، ذہنی اور ثقافتی اطاعت کا تقاضہ بھی کرتے ہیں۔ نیز محکوموں کو حکومتی امور میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتے بلکہ انہیں کم تر درجے کی نوکریاں دیتے ہیں اور انہیں میں سے اپنے مفادات کے محافظ بھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔ نو آبادیاتی نظام کی تشکیل کے متعلق ایڈورڈ سعید (Edward Said)مزید وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں۔

"سامراجیت کا مطلب اپنے تصرف سے باہر کی دور دراز اور دوسروں کی زیر ملکیت زمین کے متعلق سوچنا، وہاں آباد اور قابض ہونا ہے۔"

نو آبادیات دراصل ایک نظریہ اور رجحان ہے جس کے تحت طاقت ور قومیں جب مفتوح اقوام پر قبضہ کر لیتی ہیں تو سیاسی و سماجی، ذہنی اور معاشرتی و ثقافتی نظام پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے وہ ان کی زبان کی اہمیت ختم کرتے ہیں کیونکہ زبان ہی کسی قوم کو اپنے قبضے میں کرنے کا سب سے بڑا آلہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنا احساس برتری جتاتے اور اس کو لاگو کرنے کی کوشش جاری رکھتے ہیں۔ اپنی ریشہ دوانیوں سے اقتدار کو بھی وسعت دیتے جاتے ہیں جو اس سارے کھیل کا خلاصہ ہے۔

نگوگی واتھیانگو اپنی کتاب "Decolonialising the mind" میں سماجیات میں سے صرف زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

“The effect of cultural bomb is to annihilate a people’s belief in their names, in their language, in their environment, in their heritage of struggle, in their unity, in their capacities, and ultimately in themselves. It makes them see their past as one wasteland of non-achievement.”

ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے نو آبادیات کو ثقافت کے تناظر میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"نو آبادیات میں طاقت اور اختیار کو برابر وسعت دینے کی انمٹ پیاس ہوتی ہے مگر یہ صرف سیاسی اطاعت پر اکتفا نہیں کرتی یہ محکوم آبادی سے ثقافتی اطاعت شعاری کا تقاضہ بھی کرتی ہے۔ چونکہ یہ تقاضا سیاسی اطاعت کے مقابلے میں بڑا ہے کہ سیاسی اطاعت میں نئے طرز حکمرانی کے خلاف بغاوت نہ کرنے کا عہد ہوتا ہے جب کہ ثقافتی اطاعت شعاری کا مطالبہ انسانی وجود کے ان حصوں کو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کرتا ہے جو صدیوں کے پھیر میں

صورت پذیر ہوتے، ایک خاص شکل اختیار کرتے، اس کے تحت زندگی اور کائنات سے رشتوں کا نظام پیدا کرنے، علمی و تخیلی سرگرمیوں کو خاص سمت دینے اور اجتماعی شناخت قائم کرتے ہیں۔"

دنیا کے ہر خطے میں بادشاہت، شہنشائیت(Emperorism) اور سامراجی نظام طاقت کے زور پر قابض رہے ہیں اور قدیم سے جدید تک ایک ملک دوسرے ملک پر اپنی حکمت علمی اور طاقت کا استعمال کر کے تسلط قائم کرتے رہے ہیں۔ آباد کار دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنے کے لیے یکساں نو آبادیاتی حکمت عملی اختیار نہیں کرتے بلکہ ہر دوسری جگہ نئی حکمت عملی اور طاقت کے تصورات الگ الگ ہوتے ہیں۔ نو آبادیات قائم کرنے کے لیے سب سے پہلے منصوبہ بندی کی جاتی ہے پھر اس ملک کے مقامی حالات اور زمینی حقائق کے مطابق پالیسیاں بنائی جاتی ہیں۔ طاقت کی اسی کشمکش اور مصنوعات کی منڈیوں کی تلاش نے نو آبادیاتی نظام کو جنم دیا۔

سید سبط حسن رضوی نو آبادیاتی نظام(Colonial system) سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے یوں گویا ہیں۔

"سومیر اور بابل کے بیوپاریوں نے ان خطرات کی پرواہ نہ کی اور اناطولیہ، سندھ، کفان، مصر اور ایران، مختصر یہ کہ اس وقت کی پوری مہذب دنیا کا استحصال کرتے رہے۔ خام مال کی خریداری اور مصنوعات کی فروخت ان کا بنیادی مقصد ہوتا تھا۔ دنیا کی اہم تجارتی منڈیوں میں ان کی نو آبادیاں قائم تھیں۔"

جدید نو آبادیات کا آغاز (Starting of Neo- Colonialism)

جدید نو آبادیات کا آغاز 1500ء میں اس وقت ہوا جب یورپی اقوام نے افریقہ اور امریکہ میں اپنی تجارتی منڈیوں کے لیے نئے سمندری راستے دریافت کیے اور اس سے طاقت کا محور بری کی بجائے بحری راستے بن گئے۔ اس دور میں فرانسیسی، انگریزی، پرتگالی، ولندیزی(Dutch) اور اسپینی قومیں ابھریں اور انہوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتوحات حاصل کرنا شروع کیں۔ اس طرح پوری دنیا میں فتوحات، قبضے اور نو آبادیاں قائم ہونا شروع ہوئیں۔

ہندوستان زمانہ قدیم سے ہی بیرونی حملہ آوروں کے لیے کشش کا باعث رہا اس حوالے سے بالخصوص آریاؤں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سینکڑوں سال تک ان کے قبائل یہاں آکر آباد ہوتے رہے اور ثقافت کو متاثر کرتے رہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے مغرب میں ایشیائے کوچک(Asia Minor)، شمالی افریقہ، ہسپانیہ اور مشرق میں عرب و عجم اور افغانستان کو فتح کر کے وہاں اسلامی تعلیمات کو رواج دیا۔ اسلامی فتوحات کا یہ عظیم سلسلہ بنو امیہ (Umayyads) کے دور حکومت میں کمال کو پہنچا اور اسلامی سلطنت کی حدود سندھ و ملتان تک پھیل گئیں۔ مسلمان عرب فاتحین نے برصغیر میں اسلامی قانون نافذ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو اسلام سے روشناس کیا۔ خلافت عباسیہ(Abbasids) کے زوال و انحطاط کے بعد بہت سی ریاستیں خود مختار ہو گئیں اور برسرپیکار رہنے لگیں جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری طاقتوں کو برعظیم میں عمل حاوی کا موقع ملا۔

غزنوی، غوری، خاندان غلاماں، خلجی، تغلق، خاندان سادات، لودھی اور مغل سلاطین حملہ آور ہوتے رہے اور بر صغیر میں اپنی نو آبادیاں قائم کرتے رہے۔ سولہویں صدی عیسوی میں انگریز تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے اور وقت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی حاصل کر لی۔ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) کے لیے جنگ پلاسی(Battle of Plasey) مالیہ وصول کرنے کا ذریعہ بنی اور وہ دوسرے علاقوں بہار، اڑیسہ اور بنگال میں اور زیادہ مستحکم ہو گئی جس سے ہندوستان کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔یوں آہستہ آہستہ ہندوستان برطانوی نو آبادیات میں تبدیل ہو گیا۔

اسی طرح مغرب میں پرتگال، سپین، فرانس اور ان کے بعد ہالینڈ اور برطانیہ نے سولہویں صدی عیسوی سے اپنی خاص حکمت عملی کا آغاز کیا۔ سرمایہ جمع کرنے کا سب سے بڑا اور ابتدائی ذریعہ نو آبادیات کو لوٹنا ہی تھا اسی کی بدولت برطانیہ میں تیز رفتاری کے ساتھ اور فرانس اور ہالینڈ میں جزوی طور پر صنعتی ترقی رونما ہوئی۔اپنے جاگیر دار حریفوں سپین اور پرتگال کو میدان سے نکال دینے کے بعد باہمی کشمکش شروع ہو گئی اور انہی غارت گرانہ جنگوں کے نتیجے میں برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ اپنی زبردست نو آبادیاتی سلطنتیں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔نو آبادیاتی نظام سے برطانوی سلطنت(British Empire) دوسری جنگ عظیم(World War 2) تک پچاس کروڑ افراد پر مشتمل تھی جبکہ ہالینڈ کے ماتحت زندگی بسر کرنے والے نفوس آٹھ کروڑ تک پہنچتے تھے۔

نو آبادیاتی نظام کے لیے استعماریت اور سامراجیت جیسے اور بھی کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔امپیریلزم بھی اسی مفہوم میں مستعمل ہے جو انگریزی زبان میں 1848ء میں پہلی بار استعمال ہوا۔ اس وقت اس لفظ کا استعمال ان فتوحات کے لیے ہوا جو فرانس نے نپولین سوم(Napoleon) کے زمانے میں کیں۔ لیکن بعد میں اس میں اور زیادہ وسعت پیدا ہو گئی اور یہ اصطلاح ان فتوحات کے لیے استعمال ہونے لگی جو یورپی سلطنتوں نے سمندر پار کیں۔یورپی اقوام نو آبادیات کو ایک فتح اور اچھے جذبے سے تعبیر کرتے ہیں اس لیے انہوں نے امپیریلزم کو اچھے معنی دینے کی کوشش کی اور یہ تاثر دیا کہ یورپ غیر مہذب دنیا کو مہذب بنانے کا فرض ادا کر رہا ہے۔امپیریلزم کی اصطلاح یورپی اقوام کی لوٹ کھسوٹ، دھوکہ، چالبازی اور خون ریزی کے لیے استعمال ہونے لگی کہ جس کے ذریعے انہوں نے نو آبادیات کو غلام بنا کر ان کے ذرائع پر کنٹرول کیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب امریکہ نے اپنی پالیسیوں کے ذریعے امپیریلزم کا بھیانک رخ پیش کیا تو امپیریلزم پسماندہ ملکوں کے لیے بھوک، غربت اور جہالت کا ایک اہم سبب بن گیا۔اردو زبان میں اس کے لیے سامراج کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ غیر ملکی تسلط اور غلبے کو ظاہر کرتا ہے۔

نئے سامراج نے جن میں اٹلی، جرمنی، جاپان اور امریکہ نو آبادیاتی مقبوضات کو از سر نو تقسیم کیا اور دوسری عالمی جنگ اسی کا شاخسانہ ثابت ہوئی۔ پرتگال اور بیلجئیم جیسے چھوٹے ملک بھی افریقہ اور ایشیاء میں اپنے مقبوضات کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔سولہویں سے اٹھارہویں صدی تک یورپین ممالک کے لیے ان کی نو آبادیات

سرمایہ جمع کرنے کا ایک وحشیانہ وسیلہ بنی رہیں۔ سرمایہ داری کا دور شروع ہونے سے پہلے نو آبادیات ان کے لیے آہستہ آہستہ زرعی استحصال کا ایک اضافی ذریعہ بن گئیں جو انہیں خام مال پہنچاتیں اور اسی کی مصنوعات خریدتیں تھیں۔ جس کی وجہ سے سٹی اور وال سٹریٹ (Wall Street) کے کروڑ پتی، کریڈٹ لایونز کے سرمایہ دار اور انڈو چائینز بنک ٹین اور ربڑ کے اجارہ دار زبردست منافع حاصل کرتے تھے۔

امپیریلزم کی اقسام (Types of Imperialism)

امپیریلزم کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے قدیم امپیریلزم (Ancient Imperialism)، یورپی امپیریلزم (Europian's Imperialism) اور نیو امپیریلزم (Neo-Imperialism)۔ تاریخی تسلسل کے ساتھ اس کی ہیئت اور ساخت میں تبدیلی آتی رہی اس کے مقاصد اور مفادات بھی وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہے۔

یونانی ریاست کار پیریکلیز (Pericles)، (495bc-429bc) کہا کرتا تھا۔

"ہمارے دائرہ میں آنا ماتحتی نہیں بلکہ مراعت ہے۔"

اسی معنوی تناظر میں ہندوستان میں برطانیہ نے بنگال سے لوٹ کھسوٹ کی ابتداء کی۔ بنگال جو ٹیکسٹائل صنعت کا مرکز تھا، 1857ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے یہاں کے مسلمان حکمرانوں کو شکست دی اس کے بعد یہاں کے جولاہے کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ کمپنی کے ہاتھ اپنا کپڑا کم قیمت پر فروخت کریں۔ اس طرح کمپنی نے بنگال کے خزانے کو خالی کر دیا اور تجارتی اشیاء پر اس ڈیوٹی کو بھی دینے سے انکار کر دیا جو ہندوستانی تاجر دیا کرتے تھے۔

برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ نے دہشت گردی کا دوسرا مرحلہ تب شروع کیا جب سولہویں صدی کے آخر میں برطانیہ اور ہالینڈ نے اپنی بحری طاقت کو بڑھایا اور ولندیزیوں نے پرتگالیوں سے ایشیاء کی تجارت چھین کر ان کی افریقہ سے سونے، ہاتھی دانت اور غلاموں کی اجارہ داری ختم کر دی۔ ایڈورڈ ویک فیلڈ نے امپیریلزم کی حمایت کرتے ہوئے اسے برطانیہ کے لیے لازمی قرار دیا کیونکہ برطانیہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے زیادہ زمین کی ضرورت تھی تاکہ زائد آبادی کو وہاں بسایا جا سکے۔ اس کی صنعتی پیداوار کے لیے نئی منڈیوں کی تلاش کی جا سکے اور زائد سرمایے کو سمندر پار ملکوں کی زرخیز زمینوں کی خریداری میں استعمال کیا جائے۔

پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے دوران چین، ہندوستان، انڈونیشیا، ملایا، ویت نام (Vietnam) اور عرب ممالک میں ایک طاقتور سامراج دشمن تحریک پھیل گئی تھی۔ دوسری عالمی جنگ نے نو آبادیات پر سامراج کے ظلم و ستم کی قلعی کھول دی۔ اس کی بدولت پورے نو آبادیاتی نظام کا شیرازہ بکھرنے لگا برطانیہ، فرانس، ہالینڈ اور جاپان کی نو آبادیات نے بیس سے زیادہ ریاستوں کو جنم دیا۔ ایشیاء اور افریقہ میں آزاد ریاستیں دو مختلف لیکن اہم خطوط پر قائم ہوئیں۔ مئی 1956ء میں انڈونیشیا کے صدر سوکارنو نے واشنگٹن میں کہا تھا کہ ہم سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ نو آبادیاتی نظام مر چکا ہے اور لاش پر کوڑے برسائے جا رہے ہیں لیکن ہمارے پاس اس بات کا سادہ سا جواب یہ ہے

کہ آؤ ایشیا میں آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور افریقہ میں جا کر خود ہی اندازہ کر لو کہ نو آبادیاتی نظام مر چکا ہے یا نہیں۔

ایڈورڈ سعید (Edward Said) نے مغربی طاقتوں کے مشرق میں استبداد اور استعماری غلبے کو بڑی وضاحت اور دلائل کے ساتھ اپنی فکر انگیز کتاب "شرق شناسی" میں بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق مغرب نے مشرق پر غلبہ پانے اور اپنے اس غلبے کو دوام بخشنے کے لیے مشرق کے بارے میں ایسا علم ایجاد کیا جس میں مشرق کو ہر لحاظ سے مغرب کے مقابلے میں بہت پسماندہ کر کے دیکھا گیا تاکہ اہل مغرب کی نظروں میں مشرق بے حیثیت، بے ترتیب، بد شکل اور کم علم رہے۔ ایسے علم کو انہوں نے "شرق شناسی" کے نام سے متعارف کروایا ہے اور ان کے بقول شرق شناسی مفادات کا ایک تانا بانا ہے۔

یہ مغربی ملوکیت کا حامی علم مشرقی قوموں کے ماضی اور حال کے اپنے سیاسی ایجنڈے کی روشنی میں نئی تعبیر کرتا ہے اور غلاموں کو غلامی پر رضامند رکھنے کے لیے نت نئے منصوبے تیار کرتا ہے۔ اہل یورپ نے اپنے نو آبادیاتی نظام کی تشکیل نو (Reconstruction) اور اسے مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے مشرق اور اسلام کے متعلق ایک گھٹیا اور کم تر تصور دنیا کے سامنے پیش کیا تاکہ مشرقیوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر کے انہیں ایک مغلوب قوم بنایا جائے اور پوری دنیا کو ان سے متنفر کیا جائے۔ ایڈورڈ سعید کے بقول

"شرق شناسی کھوئی ہوئی چیز یا مشرق کے بارے میں یورپی تخیل کا کرشمہ نہیں ہے بلکہ یہ نظریاتی اور مستقل کام ہے جس کو باقاعدہ منصوبہ بندی سے شروع کیا گیا ہے اور جس میں نسل در نسل سرمایہ کاری کی گئی ہے۔"

یورپ میں اقتصادی استحکام (Economic stability in Europe)

یورپ کو امریکہ اور نو آبادیات سے جو سرمایہ ملا اس کی مدد سے اس نے اپنے سیاسی اور اقتصادی اقتدار کو مستحکم کیا۔ انگریزوں نے ہندوستان سے سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں جو سرمایہ انگلستان منتقل کیا اس کی تفصیل نوروجی دادابھائی کی کتابوں میں مل جاتی ہے، یہی سرمایہ انگلستان کے صنعتی انقلاب میں کام آیا۔ صنعتی انقلاب اور نو آبادیاتی نظام نے یورپ میں نسل پرستی کو فروغ دیا اور اس میں یہ رعونت پیدا ہو گئی کہ وہ دوسری اقوام سے برتر ہے۔ اٹھارہویں صدی نے تین بڑے انقلابات دیکھے، انگلستان کا صنعتی انقلاب، امریکہ کا اعلان آزادی اور انقلاب فرانس۔ امریکہ کی آزادی کا تعلق بھی انگلستان سے ہے کیونکہ امریکہ بھی انگلستان کی نو آبادی رہا اور انقلاب فرانس نے پوری یورپی دنیا کو متاثر کیا۔ اٹھارہویں صدی کے ہندوستان پر انگلستان کی تاریخ کا براہ راست اثر پڑا یوں تینوں انقلابات نے ہندوستان کو متاثر کیا۔ صنعتی اور فرانسیسی انقلاب کے بعد ایک اور انقلاب امریکی نو آبادیات میں ہوا، امریکہ کی برطانوی نو آبادیات انگلستان سے الگ ہو گئیں۔ انگلستان کی پارلیمنٹ نے 1700 میں ایک قانون کی رو سے انگلستان میں ہندوستانی کپڑے کی درآمد کو ممنوع کر دیا اور ہندوستانی کپڑے کے استعمال کو قانونی جرم قرار دے دیا۔ ان پابندیوں کے باوجود جب کہ ایک طرف کمپنی ہندوستان کی پارچہ بافی کو تباہ کرنے کی ہر

ممکن کوشش کر رہی تھی دوسری طرف ہندوستانی مال پر زیادہ سے زیادہ محصول لگایا جارہا تھا۔ہندوستانی کپڑا انگلستانی بازاروں میں بکتا رہا یہاں تک کہ مشینوں نے دستکاری پر غلبہ پالیا۔

دراصل اس نظریے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ یورپی سرمایہ داری کسی بھی طرح نو آبادیات کی محتاج نہیں تھی بلکہ اس کا ارتقاء اس کے اپنے حالات کے تحت ہوا۔ غیر یورپی ملکوں سے تجارت کے نتیجے میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ سترہویں صدی میں یورپ کی ٹیکنالوجی کا ارتقاء عالمی اقتصادی صورت حال کی وجہ سے ہوا، یہ خالص یورپی نہیں تھا بلکہ اس میں مشرق کا بھی حصہ تھا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں ایشیا صنعتی طور پر ترقی پذیر خطہ تھا ۔ اس وقت چین میں منگ،جاپان میں توگوکاوا ، ہندوستان میں مغل ، ایران میں صفوی(Safavids)اور ترکی میں عثمانی سلاطین حکومت کر رہے تھے جن کے پاس وسائل کی کمی نہ تھی۔یورپ ان کی صنعتی پیداوار کو خریدنے کے قابل ہوا کہ اسے امریکہ سے چاندی مل گئی۔ایشیا میں اس وقت یورپ سے زیادہ آبادی تھی۔ آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس نے پیداوار کو بھی بڑھایا حتی کہ 1750ء میں 66٪ آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے80٪ پیداوار تھی۔

یورپ کو بنانے میں ایشیا کا کتنا حصہ ہے ؟اس کے بارے میں ڈونالڈ ایف لاش(Donald F. Lash) کی کتاب یورپ کو بنانے والا ایشیا(Asia in the making of Europe)اہم دستاویز ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی غور طلب بات ہے کہ جب مغرب سے سیاح اور تاجر مشرق آرہے تھے تب مشرق سے کوئی مغرب نہیں جارہا تھا کیونکہ اسے مغرب کی ضرورت نہیں تھی جب کہ مغرب کو مشرق کی ضرورت تھی۔یہی وجہ ہے کہ اٹھارہویں صدی تک یورپ چین، جاپان اور ہندوستان سے بے انتہا متاثر نظر آتا ہے لیکن انیسویں صدی تک یہ رویہ قدرے بدل گیا اور مشرق کی پسماندگی کے قصے عام ہوگئے۔لاش کے مطابق یورپ کے سرمایہ دار بننے میں امریکی دریافت سے زیادہ مشرق سے مسالوں کی تجارت ہے جس نے یورپ کو آگے بڑھنے کا جذبہ دیا۔

1772ء میں ولیم پوسٹس(William Postus)نے اپنی رپورٹ میں بتایا۔

" تمام اندرون ہند کی تجارت اور کمپنی کا ایک خاص طریقے پر ہندوستان میں روپیہ لگانا یہ مسلسل مظالم کا ایک ایسا منظر ہے جس کے برے اثرات کو ہندوستان کا ہر کپڑا بننے والا محسوس کر رہا ہے۔ ہر سامان جو تیار کیا جاتا ہے وہ کمپنی کی ملکیت بن جاتا ہے اور انگریز اپنے گماشتوں کے ذریعے یہ طے کرتے ہیں کہ ہر کاریگر کتنا مال کس قیمت پر دے گا ،اس محکمے میں جو بد معاشیاں کی جاتی ہیں وہ وہم وگمان میں نہیں آسکتیں۔ریشم کاتنے والے بے شمار کاریگروں نے ان تکلیفوں سے تنگ آکر انگوٹھے کٹوا لیے ہیں۔"

بقول بروک ایڈم 1750ء کے زمانے میں انگلستان کی آہنی صنعت رو بہ زوال تھی ، جنگل کٹ چکے تھے تین چوتھائی لوہا سویڈن سے لایا جاتا تھا۔وہ سرمایہ جس نے انگلستان کی ایجادات کو فروغ دیا جنگ پلاسی کے بعد ہی سے وہاں پہنچنا شروع ہو گیا تھا جنگ پلاسی کے بعد کی حالت کو لارڈ میکالے

(Mecaulay , Thomas Babington)(1800-1859)اس طرح بیان کرتا ہے۔

"دولت کی وہ موسلا دھار بارش جو کمپنی اور اس ملازمین پر برسی اس کا کچھ حد و حساب نہ تھا۔"

جنگ پلاسی کے صرف تین سال بعد کپڑا بننے کی ایک نئی نال کا استعمال شروع ہو گیا، چوتھے سال ہر گریوز کا جدید گرکھہ جاری ہو گیا۔ 1768ء میں واٹس نے انجن ایجاد کیا1779ء میں کرومٹن نے سوت کاتنے کی ایک نئی مشین ایجاد کر لی اور آخر کار 1758ء میں کپڑا بننے کی مشین پیٹنٹ ہو گئی ۔یہ ہے انگلستان کے تجارتی انقلاب کی سرگزشت جس کے ساتھ ہندوستان کے معاشی استحصال کی داستان رقم ہوئی۔سب اہل الرائے اس بات پر متفق ہیں کہ انگلستان کا حرفتی انقلاب 1760ء سے شروع ہوا۔ ایجادیں خود ساکت اور ساکن ہوتی ہیں، بہت ضروری ایجادیں سالہا سال یونہی پڑی رہیں اور انتظار کرتی رہیں کب ذخیرہ طاقت کا انہیں چلانے کے لیے جمع ہوتا ہے۔ چنانچہ چھاپنے کا علم مدتوں سے چینیوں کو معلوم تھا، رومیوں کو غالباً بندوق کی گولیوں کا علم تھا اور اسٹیم کا تجربہ ویٹ کی پیدائش سے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن ہندوستانی خزانے کی ندی بہنے سے پہلے کوئی طاقت موجود نہ تھی جو اس مطلب کے لیے کافی ہو سکے۔ کسی کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ اگر بوٹنگ کا کارخانہ برمنگھم میں نہ ہوتا تو انجن پیدا نہ ہوتا اور 1760ء سے پہلے ایسے اس قسم کے کارخانے قائم نہیں کیے جا سکتے تھے۔ 1761ء میں اسٹیم بھی جاری کی گئی، فیکٹریاں بنائی گئیں، محصول لینے کے لیے پھاٹک تعمیر کیے گئے۔1694ء سے جنگ پلاسی تک اس طریقے کی رفتار نسبتاً آہستہ رہی بنگال کی چاندی کی آمد سے اس طریقے کی رفتار میں تیزی ہوئی پس انگلستان کی بے پناہ ترقی کی اصلیت کا ہندوستان کی دولت کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہ دولت اٹھارہویں صدی کے وسط سے آج تک درپردہ اسی چشمہ سے نکالی جارہی ہے۔ بلاشبہ جب سے دنیا شروع ہوئی ہے کسی راس المال سے اتنا منافع حاصل نہیں ہوا جتنا کہ ہندوستانی لوٹ سے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی واحوالہ جات

1. یونانی سپہ سالار جس کی زیر قیادت یونانی فوج نے کہیں بڑی فوجوں کے خلاف گیارہ سال تک لڑائی کے دوران ایک بھی جنگ نہ ہاری۔ دنیا کو فتح کرنے کی کوشش کرنے والے اولین فوجی کمانڈر کی حیثیت سے اس نے پیادہ، گھوڑ سوار اور انجینئرز کی فوج کی نقل و حمل اور جاسوسی کے نظام کے ساتھ متحد کیا جس کی مثال اس پہلے تاریخ میں نہیں ملتی۔

2. چنگیز خان(Genghis Khan)(1667-1227) عظیم فاتح اور منگول قوم کا بانی جس نے دنیا کا بیشتر حصہ فتح کیا اور تاریخ کے عظیم راہنماؤں میں شمار ہوا۔ روایت کے مطابق چنگیز خان کا نام ایک تاتار دشمن کے احترام میں تموجن رکھا گیا۔ بیس سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی تموجن کے سفارتکاری اور ایک طاقتور پڑوسی کی بیٹی کی شادی کرنے کے ذریعے متعدد قبیلوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کا آغاز کر دیا۔ 25 سال کی عمر میں تمام منگول قبائل کو واحد فیڈریشن کی صورت میں متحد کر کے چنگیز خان کا لقب اختیار کر لیا۔

3. Renaissance چودھویں، پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں ادبی اور ثقافتی تحریکوں کا ایک سلسلہ۔ یہ تحریکیں اٹلی سے شروع ہوئیں اور جرمنی، فرانس، انگلینڈ اور یورپ کے دیگر حصوں میں پھیل گئیں۔

4. **Oxford Dictionary**; (Oxford University Press, Oxford; 7th Edition, 2005،)Page : 293
5. George Ritzer and J. Michael Ryan, **The Consise incyclopedia of Sociology** ; (Wiley Blackwell, West Sussex, UK, 2001): Pg :71
6. Aina Loomba, **Colonialism/ Post Colonialism**;(Routledge, London and New York; 2th Edition 2005)Page :11
7. Aina Loomba, **Colonialism/ Post Colonialism;**(Routledge, London and New York; 2th Edition 2005;) Page 12
8. S. Stephenson Smith **, The New International Webster's comprehensive Dictionary of the English Language**, (□ Publisher : Trident Reference Pub; Comprehensive edition (April 30, 2003), vol . 1)
9. **Oxford Advanced Learners Dictionary**,(2004,)Page166 :
10. **Longman Dictionary of the English Language**(,1984,)Page 288
11. **Key Concepts in Post Colonial Literature**,(New York, Palgrave Macmillian,2007)
12. **The American Encyclopedia**, Page 88

13. نیر، ناصر عباس، **مابعد نو آبادیات اردو کے تناظر میں**، (کراچی، آکسفورڈ یونیورسٹی، 2013ء)، ص7

14. ارسطو: یونانی فلسفی، سائنسدان اور عوامی مفکر۔ اگر مذہبی شخصیات کو شمار نہ کیا جائے تو دنیا پر ارسطو کا اثر کسی بھی اور فرد کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ یہ تھریسی ساحل کے ایک چھوٹے سے قصبے ستاگرا میں ایک طبیب نکوماکس کے گھر پیدا ہوا۔

15. 1900 کے عشرے میں جس طرح کپلنگ نے غیر برطانوی لوگوں کو فطری غلام محسوس کیا اسی طرح ارسطو بھی اہل مشرق کو یہی سمجھتا تھا۔

16. یہود: خدا کے ساتھ ایک معاہدے یا خصوصی تعلق کے تصور کی بنیاد پر ایک جداگانہ شناخت قائم رکھنے والے لوگوں کا گروہ۔ ان کا ماخذ کم از کم تین ہزار سال قبل مسیح تک جاتا ہے۔ لفظ Jew پانچویں صدی قبل مسیح میں یہودیہ کے لوگوں کے لیے استعمال ہوا۔ یہ عبرانی زبان کے لفظ یہودی اور یونانی کے ioudaios سے ماخوذ ہے۔ یہودیائی لوگ اسرائیلیوں کی اولاد تھے جن کا ماخذ ابہام کی دھند میں لپٹا ہوا ہے۔

17. بشریات: انسانی زندگی اور ثقافت کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ علم بشریات کہلاتا ہے۔

18. جزیرہ براعظم جو ایشیا کے جنوب مشرق میں تسمانیہ جزیرے کے قریب واقع ہے۔ براعظم کے شمال میں تیمور سمندر، ارافور سمندر، مشرق میں کورل سمندر اور تسمانی سمندر، جنوب میں Bass آبنائے جبکہ مغرب میں بحر ہند ہے۔

19. پیچیدہ عمل جس کے تحت زندہ نامیاتی اجسام کے اوصاف کئی پشتوں کے دوران تبدیل ہوتے ہیں۔

20. برطانوی سائنس دان جس نے جدید نظریہ ارتقا کی بنیاد رکھی اور نظریہ تقلیب(The theory of transformation) میں بھی حصہ ڈالا۔ یہ ایک فطرت پسند(Naturist) تھا لیکن فطرت کی توضیح و تعبیر کا ایماندارانہ، غیر متعصبانہ اور دینیات سے پاک جذبہ رکھتا تھا۔

21. بارا، بشیر حسین، **استعماری تاریخ کے سیاہ اوراق**، (لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز، 2005ء)، ص35

22. وسیع تر مفہوم میں امریکہ کے جنوب میں سارا مغربی نصف کرہ۔ نسبتاً تنگ مفہوم میں شمالی و جنوبی امریکہ کے ان ممالک پر مشتمل ہے جنہوں نے سپین، پرتگال اور فرانس کی کالونیوں سے تشکیل پائی۔ انہوں نے لاطینی سے ماخوذ زبانیں استعمال کیں اس لیے لاطینی امریکہ کی اصطلاح نئی دنیا کے ان علاقوں پر لاگو کی گئی جو انہوں نے آباد کیے تھے۔

23. پورا نام الیگزینڈرینا وکٹوریہ، برطانیہ عظمی اور آئرلینڈ کی متحدہ بادشاہت کی ملکہ (1837ء-1901ء) اور ہندوستان کی ملکہ (1876ء-1901ء) رہیں۔

24. اینگلیکن چرچ۔ انگلینڈ کا مسیحی کلیسیا جو اس ملک میں عیسائیت متعارف ہونے کے وقت قائم کیا گیا۔ ابتدائی انگلش کلیسیا کی رسم اور نظم و ضبط کافی حد تک کیلٹک اور گالک مبلغین اور راہبوں کی دین تھا لیکن سینٹ آگسٹائن کی روم سے آمد کے بعد کیلٹک کی جگہ آہستہ آہستہ رومن مغرب کی صورت نے لے لی۔

25. بارا، بشیر حسین، **استعماری تاریخ کے سیاہ اوراق**، (لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز، 2005ء)، ص36

26. ڈارون نے لکھا کہ اس نے جہد للبقاء(Struggle for existence) کی اصطلاح کو ایک وسیع اور استعاراتی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

27. شمالی امریکہ کے دیسی باشندے جو پندرھویں صدی میں یورپیوں کی آمد سے قبل ہزاروں برس سے براعظم پر آباد تھے۔

28. کرسٹوفر کولمبس اور دیگر یورپی سیاح جب امریکہ پہنچتے تو یہی سمجھے کہ وہ ایشیا میں پہنچے ہیں جسے ہسپانیوں نے "انڈیز" کہا۔ انہوں نے مقامی لوگوں کو indios کا نام دیا جو بعد میں انڈین یا ہندی ہو گیا۔

29. (Edward Said) فلسطینی امریکی مصنف اور معلم جس نے اپنی تحریروں اور لیکچرز کے ذریعے عربوں کو دیکھنے کے مغربی انداز اور مشرق وسطی میں یو ایس اے خارجہ پالیسی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ سعید یروشلم کے ایک خوشحال فلسطینی عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا 1947ء میں فلسطین کی تقسیم پر اس کا خاندان قاہرہ چلا گیا۔ اپنی کتاب " Orientalism " کے لیے خاص طور پر مشہور ہے دیگر کتب اس کے علاوہ ہیں۔

30. ایڈورڈ سعید، **Orientalism شرق شناسی**، (مترجم: محمد عباس)، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان 2012ء)، ص4

31. یورپ کی تاریخ کا ایک دور جو 350ء سے 1450ء تک رہا۔ قرون وسطی کی اصطلاح نشاۃ ثانیہ کے لوگوں نے وضع کی انہوں نے قدیم دنیا اور اپنے عہد کے درمیانی عرصے کو قرون وسطی کا نام دیا۔ لیکن کسی ایک واقعے کو قدیم دنیا کا اختتام اور قرون وسطی کا آغاز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مؤرخین قرون وسطی کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ابتدائی قرون وسطی(350ء-1050ء) درمیانی قرون

وسطی(1050ء-1300ء)اور متاخر قرون وسطی(1300ء-1450ء)مؤرخین کے مطابقبیشتر ثقافتی، معاشی اور سیاسی کانامے درمیانی قرون وسطی میں ہوئے۔

32. ملکیت زمین کی ایک صورت جس میں جاگیر کی آمدنی کی وصولی اور اس پر حکومت کرنے کا اختیار ریاست کے ایک افسر کے پاس ہوتا ہے۔

33. سماجی معاشیاتی تشکیل جس نے جاگیرداری نظام کی جگہ لی، سرمایہ داری کی بنیاد ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت اور اجرتی مزدور کے استحصال پر ہے۔

34. سامراجیت، استعماریت۔ طاقتور ملکوں کا کمزور ملکوں پر کنٹرول حاصل کرنا یا قائم رکھنا۔

35. ایڈورڈ سعید، **اورینٹل ازم، شرق شناسی** (مترجم: محمد عباس)،(اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2005ء)، ص129

36. **Decolonizing the mind , Ngugi wa Thiong'o**، نگوگی واتھیانگو ،(نیروبی، ایسٹ افریقن ایجوکیشن پبلیشرز، 2004)، صفحہ3

37. نیر، ناصر عباس، **مابعد نو آبادیات اردو کے تناظر میں**،(کراچی، آکسفورڈ یونیورسٹی، 2013ء)، ص8

38. ایک نظام حکمرانی (شہنشائیت) جو لاطینی زبان کے Imperator سے ماخوذ ہے شروع میں قدیم روم کے کسی بھی ایسے مجسٹریٹ کو Imperator کہا جاتا جس کے پاس حکمرانی اور ریاستی قوانین کے نفاذ کا اختیار ہو تا لیکن بعد میں رومن دستے یہ اصطلاح بالخصوص فاتح جرنیل کے لیے استعمال کرنے لگے۔ جولیئس سیزر کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی روم ایک سلطنت بن چکا تھا چنانچہ پہلی مرتبہ کسی خود مختار حکمران کے لیے Imperator کا خطاب استعمال ہوا۔

39. سومیر۔ مغربی ایشیا کا قدیم ملک جو بابئل ادوار میں بابئل والے علاقے میں ہی تھا۔

40. اناطولیہ۔ قدیم دنیا کا خطہ جس میں موجود ایشیائی ترکی کا جزیرہ نما شامل تھا۔

41. سید سبط حسن رضوی، **ماضی کے مزار**،(کراچی، مکتبہ دانیال، 1987ء)، ص119

42. سفید رنگت والی ایک نسل کا نام جس سفید فام نسل پرستوں نے دوسروں پر اپنی فضیلت جتانے کے لیے استعمال کیا۔ لسانیات میں ہند یورپی خاندان کی کوئی بھی زبان بولنے والے کو بھی کبھی کبھی آریائی کہا جاتا ہے۔ تقریباً 1500 قبل مسیح میں وسط ایشیا کے خانہ بدوش سندھ، جمنا اور گنگا کی بالائی وادیوں میں آباد ہوئے اور مقدس ویدوں کی ابتدائی ترین صورتیں انوں نے ہی تیار کیں۔

43. ایشیا کوچک: قدیم دنیا کا خطہ جس میں موجود ایشیائی ترکی یا اناطولیہ کا جزیرہ نما شامل ہے۔ مشرق وسطی میں ابتدائی ترین نوحجری دور کی آبادیاں ایشیائے کوچک سے ملی ہیں۔ حتی بادشاہت زیادہ تر ایشیا کوچک پر محیط تھی اور مشرق وسطی کی ایک طاقت کی حیثیت میں مصر کا مقابلہ کرتی تھی۔

44. سپین ہسپانوی زبان میں، جنوب مغربی یورپ میں ایک پارلیمانی بادشاہت جو آئیبیریائی جزیرہ کا زیادہ بڑا حصہ گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا کل رقبہ 505990 مربع کلو میٹر بنتا ہے۔ ملک کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت میڈرڈ ہے۔

45. پہلی عظیم عرب مسلم ریاست جس کی بنیاد معاویہ اول نے 661ء میں رکھی اور 750ء تک قائم رہی۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ مسلمانوں کتے خلیفہ بنے اور حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کا نعرہ بلند کیا۔

46. خلفاء کی ایک سلطنت جو 750ء سے لے کر 1258ء تک قائم رہی۔ یہ تمام خلفاء مکہ کے قبیلہ قریش سے تعلق رکھنے اور رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس کی اولاد میں سے تھے۔ عباسیوں نے اموی حکومت کا خلافت کا تختہ الٹا اور منگولوں کے بغداد پر حملہ آور ہونے تک حکومت کرتے رہے۔

47. نصیر احمد ناصر، **اسلامی ثقافت**، (لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، 1984ء)، ص 101

48. سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے دوران مغربی یورپ میں تشکیل پانے والے متعدد تجارتی اداروں میں سے ایک۔ برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان کی تاریخ میں تقریباً دو سو سال تک ایک اہم قوت کے طور پر موجود رہی۔ رابرٹ کلائیو کی فتوحات نے کمپنی کو ہندوستان کی غالب طاقت بنا دیا۔ 1773ء میں حکومت برطانیہ نے ہندوستان میں گورنر شپ قائم کی اور یوں کمپنی کے انتظامی کنٹرول میں کافی کمی کر دی۔ وارن ہیسٹنگز بنگال میں پہلا گورنر جنرل بنا۔

49. 23 جون 1757ء کو ہونے والی ایک لڑائی جس کے نتیجے میں بنگال پر برطانوی کنٹرول قائم ہوا اور یہ فتح ہندوستان کی برطانوی تسخیر کا پہلا مرحلہ بنی۔ 1756ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ نت کلکتہ میں برطانوی فورٹ ولیم چھین لیا جہاں بعد ازاں کچھ انگیز قیدی ایک زمین دوز کوٹھری میں دم توڑ گئے۔ اس گڑھے کا کلکتہ کا بلیک ہول کہا جاتا ہے۔ فورٹ سینٹ ڈیوڈ کے برطانوی گورنر رابرٹ کلائیو نے جنوری 1757ء میں فورٹ ولیم پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور نواب کے جرنیلوں میں سے ایک میر جعفر کو غداری پر مائل کرنے کے بعد اس نے ماہ جون میں کرشن نگر کے قریب پلاسی نامی گاؤں میں کہیں برتر بنگالی فوج کو شکست دی۔ اس کے بعد بکسر کی فتح ہوئی اور خطے پر برطانوی حکومت مستحکم ہو گئی۔

50. بہار (Bihar) شمال مشرقی ہندوستان میں ایک ریاست جس کے شمال میں نیپال، مشرق میں مغربی بنگال، جنوب میں جھاڑ کھنڈ، جنوب مغرب میں چھتیس گڑھ اور مغرب میں اترپردیش ہے۔ بہار اصل میں سنسکرت لفظ "وہار" (بودھیوں کی خانقاہ) کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ گنگا میدان کا کافی بڑا حصہ اس میں شامل ہے۔

51. اڑیسہ۔ (Orissa) مشرقی ہندوستان کی ایک ریاست جہاں 1803ء میں برطانوی کنٹرول آ گیا۔ 1912ء میں اسے بہار کے ساتھ متحد کر دیا گیا لیکن 1936ء میں دوبارہ الگ صوبہ بن گیا۔ 1949ء میں چند چھوٹی ریاستوں کو اڑیسہ کے ساتھ ملا کر ریاست کی تشکیل دے دی گئی۔

52. بنگال۔ جنوبی ایشیا کا ایک خطہ جس میں بارہویں صدی مسلم حکمرانوں نے حکومت کی۔ 1699ء میں برطانوی ہند کی ریزیڈینسی بنا۔ 1937ء میں خود مختار صوبہ بنا۔ 1947ء میں تقسیم ہند پر بنگال کا مغربی حصہ بطور مغربی بنگال ہندوستان کو ملا جبکہ مشرقی بنگال مشرقی پاکستان کے حصے آیا۔

53. برطانیہ عظمی اور آئرلینڈ کی متحدہ بادشاہت کو دیا گیا نام۔ اس میں سابقہ عمل داریاں، نو آبادیاں اور دنیا بھر میں دیگر علاقے بھی شامل ہیں۔ جو 1500ء سے لے کر بیسویں صدی کے وسط تک خود کو تاج برطانیہ سے منسوب کرتے رہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں سلطنت برطانیہ میں دنیا کے رقبے کا بیس فیصد اور چالیس کروڑ لوگ شامل تھے۔ سلطنت برطانیہ کے پیچھے کارفرما قوت بین الاقوامی تجارت کے لیے نئی منڈیوں کی تلاش تھی۔ آزاد تجارت کی جگہ پرانے نو آبادیاتی نظام نے لے لی جس کی بنیاد تجارتی اجارہ داریوں کے تصور پر تھی۔ برطانوی سلطنت نے ایشیا اور افریقہ پر زیادہ توجہ دی اور 18 ویں 19 ویں صدی میں ترقی کرتے کرتے پہلی عالمی جنگ کے وقت اپنے عروج کا پہنچ گئی۔

54. عالمی عسکری تصادم جو ہلاکتوں کی تعداد اور نقصانات وتباہی کے اعتبار سے انسانی تاریخ کی ہولناک ترین جنگ تھی۔ جس کا آغاز 1939ء میں اور اختتام 1945ء میں ہوا۔ جنگ کے اختتام پر ایک نیا عالمی نظام دنیا کے سامنے آیا جس میں یو ایس اور یو ایس ایس آر کو غلبہ حاصل تھا۔

55. نیپولین سوم فرانسیسیوں کا شہنشاہ(1852ء-70) جس نے انیسویں صدی کے وسط میں نیپولینی سلطنت بحال کی اور فرانس کی قیادت کرتے ہوئے فرانس روس جنگ میں اسے فتح دلائی۔

56. اٹلی جنوبی یورپ کی ایک جمہوری جس کے شمال میں سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا، مشرق میں سلوینیا اور ایڈرک سمندر، جنوب میں ایونیائی اور میڈی ٹرینئین سمندر، مغرب میں ٹائرینیائی سمندر اور شمال مغرب میں فرانس ہے۔

57. وسطی یورپ میں ایک اہم صنعتی ملک اور 16 ریاستوں کی وفاقی یونین۔ رقبے کے لحاظ سے جرمنی یورپ کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ برلن سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ہے۔

58. ایشیائی براعظم میں شمالی بحر الکاہل سے دور جزیروں پر مشتمل ایک ملک۔ اہل جاپان اپنے ملک کو نی ہون یا نیپون کہتے ہیں جس کا مطلب " سورج کا ماخذ " ہے۔ جاپان کی زمینی سرحد کسی بھی ملک سے نہیں لگتی لیکن قریب ہی مشرق بعید کا روس، جنوبی و شمالی کوریا، چین اور تائیوان واقع ہیں۔ ٹوکیو ملک کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ہے۔

59. یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ۔ براعظم شمالی امریکہ پر ایک فیڈرل جمہوریہ جس میں الاسکا اور ہوائی سمیت پچاس ریاستیں شامل ہیں۔ امریکی سکوں پر رائج نصب العین " بہت سوں کے لیے واحد " بنتا ہے۔ یہ نصب العین سب سے پہلے امریکی انقلاب کے دوران شمالی امریکہ کی تیرہ برطانوی نو آبادیوں کو متحد کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔

60. جنوب مغربی یورپ میں ایک ملک جو آئیبیریائی جزیرہ نما کے مغربی حصے پر مشتمل ہے۔ یہ سپین کے جنوب اور مغرب میں واقع ہے۔ بحر اوقیانوس کے ساتھ اس کا طویل ساحل لگتا ہے دارالحکومت لسبون سب سے بڑا شہر اور اپنے انگورستانوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

61. شمال مشرقی یورپ میں آئینی بادشاہت جس کے شمال میں نیدرلینڈ اور سمندر، مشرق میں جرمنی اور لکسمبرگ، جنوب اور جنوب مغرب میں فرانس ہے۔ برسلز سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ہے۔

62. ریاست ہائے امریکہ کی ایک بڑی اسٹاک مارکیٹ اور مالیاتی اداروں کا مرکز، نیویارک سٹی کے زیریں میں ہیٹن میں واقع۔ وال سٹریٹ کی اصطلاح یو ایس کے مالیاتی مفادات کی ہم معنی بن گئی۔

63. ایتھنی ریاست کار جس نے ریاست کی تاریخ پر اس قدر اثر ڈالا کہ اس کا عہد " پیریکلز کا عہد " کہلانے لگا۔ 1820ء میں شیلے نے لکھا کہ پیریکلز کی پیدائش اور ارسطو کی موت تک کا عرصہ عالمی تاریخ کا سب سے یادگار زمانہ ہے۔ اس نے یونانیوں کو میراتھن اور سلامس کے مقام پر فارس کے خلاف فتح دلادی تھی۔

64. مغربی یورپ کا ایک اہم صنعتی ملک۔ فرانس روس اور یوکرین کے بعد تیسرا بڑا اور بلحاظ آبادی چھوتھا ملک ہے اس میں سمندر پار دس مقبوضات بھی شامل ہیں جو سابق نو آبادیاتی سلطنت کی باقیات ہیں۔ ملک کا دارالحکومت پیرس ہے۔

65. جنوب مغربی یورپ میں ایک چھوٹا سا ملک جس کے سامنے شمالی سمندر ہے۔ ہالینڈ نیدر لینڈز بھی کہلاتا ہے کیوں کہ ہالینڈ صرف ملک کے شمال مغربی حصے کا نام ہے۔ ڈچ زبان کی ایک کہاوت ہے کہ "خدا نے دنیا تخلیق کی لیکن ڈچ نے ہالینڈ بنایا۔" یورپ کے متعدد بڑے دریا نیدر لینڈز سے گزر کر سمندر میں گرتے ہیں۔ اس ملک کی تقریباً نصف زمین سطح سمندر سے نیچے ہے کیونکہ زمین کا بہت سا حصہ سمندر سے واگزار کر یا گیا ہے۔

66. ڈاکٹر مبارک علی، **امپیریلزم کیا ہے**، (لاہور، نگارشات، 1987ء)، ص9

67. چین مشرقی ایشیا کا ایسا ملک جو آبادی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑا اور اس کا رقبہ امریکہ جتنا ہے۔ چینی اپنے ملک کو Zhonguo یعنی وسطی ملک یا وسطی بادشاہت کہتے ہیں۔ دنیا کی بیس فیصد سے زائد آبادی چین میں ہے جن میں 90 فیصد سے زائد ہان چینی ہیں۔ لیکن چین نے 55 قومی اقلیتوں کو بھی شناخت کیا ہے جن میں تبتی، منگول، اوئی غور، ژوانگ، میاؤ، یی اور دیگر شامل ہیں۔

68. جنوبی ایشیا کا بر صغیر پاک وہند میں واقع ایک ملک جس کے شمال میں افغانستان، نیپال اور بھوٹان، مشرق میں بنگلہ دیش، میانمر اور خلیج بنگال، جنوب میں پالک آبنائے اور بحیرہ ہند جبکہ مغرب میں بحیرہ عرب اور پاکستان واقع ہیں۔

69. جنوب مشرقی ایشیاء کی ایک جمہوریہ جو زیادہ تر مالے مجموعہ جزائر پر مشتمل ہے۔ باعتبار آبادی ملائیشیا، چین، ہندوستان اور امریکہ کے بعد دنیا کا چھوتھ بڑا ملک ہے۔ نصف سے زائد آبادی جاوا میں جہاں ملک کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر جکارتہ ہے۔

70. انڈوچائینیز جزیرہ نما کے مشرقی ساحل پر واقع ملک۔ ویتنام کے شمال میں چین، مغرب میں لاؤس و کمبوڈیا، جنوب و مشرق میں جنوبی چینی سمندر ہے۔ ہنوئی دارالحکومت اور ہوچی منہ سب سے بڑا شہر ہے۔

71. آزاد، اسرار احمد، **ایشیا میں آخری نو آبادیات**، (مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی، 1965ء)، ص12

72. ایڈورڈ سعید، **شرق شناسی**، (مترجم: محمد عباس)، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2012ء)، ص4

73. ایضاً، ص7

74. ہندوستانی قوم پرستی کا باوا آدم جو موہن داس گاندھی سمیت قوم پرستوں راہنماؤں کی پوری ایک نسل کا بانی تھا۔ اور پارسی پروہت کی اکلوتی اولاد تھا۔ وہ جدید مغربی تعلیم کا حامی اور مخصوص روایات کا مخالف تھا۔ نوروجی ہندوستان میں غربت کے متعلق سوچتا تھا اس نے اپنی کتاب The Poverty of India میں دعوی کیا کہ برطانوی حکومت ہندوستان سے دولت نچوڑ کر برطانیہ لے جارہی ہے۔ اور نوروجی کی کلاسیک تحقیق "Poverty and un- British rule in India" نے ہندوستان میں قوم پرستی کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

75. یہ ریاست ہائے متحدہ کی جنگ آزادی یا امریکی انقلابی جنگ بھی کہلاتا ہے۔ اس شورش میں شمالی امریکہ میں برطانیہ عظمی کی آبادیوں میں سے 13 نے سیاسی خود مختاری حاصل کرلی اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ تشکیل دیا۔

76. فرانس کے معاشرے اور سیاسی نظام کی اتھل پتھل جو 1789ء سے 1799ء تک جاری رہی۔ انقلاب کے دوران فرانس عارضی طور پر ایک مطلق بادشاہت سے بدل کر آزاد اور مساوی شہریوں کی جمہوریہ بن گیا۔

77. ایرانی سلطنت جس کے قیام نے شیعی اسلام کو ایران کا ریاستی مذہب بنایا صفوی ترکی بولنے کے باوجود غالباً کردی نسل کے ہی تھے۔

78. ڈاکٹر مبارک علی، **یورپ کا عروج**،(لاہور، فکشن ہاؤس،2012ء)، ص33

79. باری علیگ، **کمپنی کی حکومت**،(لاہور، طیب پبلیشرز، 2001ء)، ص305

80. ایضاً

81. وسطی انگلینڈ میں ایک شہر، ویسٹ مڈ لینڈز کی میٹرو پولیٹن کاؤنٹی کا مرکزی مقام، ایک اہم تجارتی مرکز، برطانیہ کا دوسرا بڑا شہر ہے۔

82. باری علیگ، **کمپنی کی حکومت**،(لاہور، طیب پبلیشرز، 2001ء)، ص310